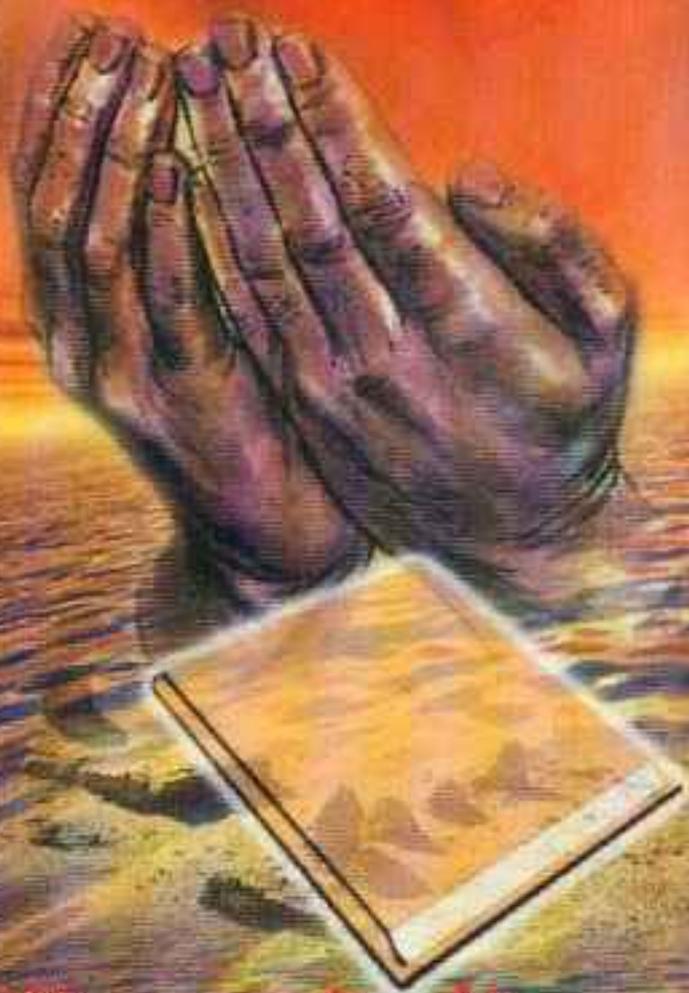


جگہ نور



عَلَيْهِمُ
زَيْنُ الْعَابِدِينَ
رَضِيَ

مختصر زندگی نامہ اور منتخب احادیث کا مجموعہ

جَلْوَةَ نُورٍ

زین العابدین

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کی چالیس منتخب احادیث

پیش کشی:

مرکز علم و عمل کراچی

پوسٹ بکس: 2157، ظلم آباد، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان اپنے مقصد تخلیق سے ہم آہنگ رہے، برائی سے دور اور اچھائی سے منسلک رہے اور دنیا سے جانے کے بعد انسان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت باقی رہ جائے۔

ایسی کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی سیرت و کردار پر عمل کیا جائے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت گمراہ انسانیت کے لئے مشعلی راہ ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو پاک و پاکیزہ ہستیوں کی بیرونی کاؤم بھی بھرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کے اعمال ان شخصیات سے ہم آہنگ نظر نہیں آتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنی عملی محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان عظیم کرداروں کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے ہم نے یہ مختصر لیکن اہم سلسلہ شروع کیا ہے۔ جسے کافی سراہا اور بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ الحمد للہ اب ہم جلوۂ نور **زین العابدین** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ عام طور پر امام **علیؑ** کی کربلا کی زندگی اور اقوال ہی

جملہ حقوق محفوظ

جلوۂ نور "زین العابدین"

حیدر عباس عابدی

سجاد حسین مہدوی

حسین نقوی

سید اکبر رضا رضوی

مرکز علم و عمل کراچی

E-31 رضویہ سوسائٹی ہاٹھم آباد کراچی

6622656

کتاب:

تالیف و توثیق:

صحیح:

کیڑنگ:

ناشر:

مکمل:

مکمل:

فون:

بیان کیے جاتے ہیں جبکہ ہم نے اس کتاب میں امام علیہ السلام کے دوسرے حیات بخش کلمات کی عکاسی کی کوشش کی ہے۔ ان احادیث کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے عربی عبارت اور رواں ترجمے سے پہلے ایک مقدمہ بھی بیان کیا ہے تاکہ ان کی اہمیت واضح ہو سکے۔

انشاء اللہ خداوند قادر و توانا کی توفیقات ہمارے شامل حال رہیں تو اس سلسلے کی چودہ کتابیں ایک ایک کر کے مکمل کریں گے۔ آپ اس میں کوئی کمی بیشی محسوس کریں یا کوئی تجویز ہو یا اس سلسلے میں کوئی مثبت تعاون کرنا چاہیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔

والسلام

شعبہ تربیت، مرکز علم و عمل، کراچی

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام

آپ کا اسم مبارک علی ہے۔ یہ نام آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام پر رکھا۔ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کی ولادت ۳۰ھ میں ہوئی۔ تاریخ ولادت ۱۵ جمادی الثانی ہے۔ بعض روایتوں میں ولادت کی تاریخ ۵ شعبان بتائی گئی ہے۔

آپ کا ذاتی کردار اور آپ کی شخصیت اس قدر پاکیزہ اور بلند ہے کہ لوگ آپ کو زین العابدین، زین الصالحین اور سید الساجدین جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کی ذات پاک کے لئے زین العابدین کے الفاظ جناب رسالت مآب کی روایت میں بیان کئے گئے ہیں کہ آپ نے فرمایا: روئے قیامت ایک منادی ندا دے گا۔ اُنس زین العابدین؟ اس وقت علی ابن ابیطالب کا پوتا اور حسین کا بیٹا علی آگے بڑھے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت علی ابن
 الحسین کثرت سے سجدہ کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نعتِ خدایا د آتی
 سجدہ فرماتے، جب کوئی خوف یا اندیشہ دور ہوتا تو سجدہ کرتے، جب
 کسی کے کمر سے نجات سے ملتی سجدہ میں پیشانی رکھ دیتے، کسی
 ناخوشگوار خبر کو سننے تو سجدہ بجالاتے، جب دورانِ تلاوت کسی ایسی
 آیت پر پہنچ جاتے جہاں واجب یا سنتی سجدہ ہوتا تو سجدہ کرتے۔ جب
 دو شخصوں میں صلح کراتے تو سجدہ شکر ادا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ
 سجاد اور سیدہ الساجدین کے القاب سے موسوم ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی آپ اس وقت سجدہ
 میں تھے۔ لوگ آگ کا نکل چھانے لگے لیکن حضرت نے سجدہ سے
 سر نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ آگ بجھادی گئی۔ کسی نے کہا: ”آپ کو
 آگ لگنے کی خبر بھی نہ ہوئی، آخر ایسا بے نیاز کس چیز نے بنایا؟“
 جواب میں فرمایا: ”آخرت کی آگ نے۔“

جس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنے رفیقوں اور عزیزوں کے
 ساتھ کربلا میں شہادت کا مرتبہ پایا تو امام زین العابدین علیہ السلام اپنی
 بنیاری کے سبب جہاد میں شرکت سے معذور تھے۔ یہ عمارت بھی اللہ کی

مصلحت تھی کہ جس کے سبب سے نسلِ امامت کی حفاظت اور سائنہ
 ہدایت کا تسلسل ممکن ہو سکا۔ امام حسین کی شہادت کے بعد کربلا میں
 جو شام آئی وہ شامِ فرجیاں کے نام سے موسوم ہے۔ اس درد انگیز اور
 اذیت ناک شام اور جگر سوز رات میں بھی سید سجاد علیہ السلام نے اپنی
 پیشانی سجدہ سعیدہ میں رکھی تو صبح سے پہلے سر سجدہ سے نہ اٹھایا۔

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام عابدین کی زینت، کثرت سے
 سجدہ کرنے والے اور سجدہ کرنے والوں کے سید و سردار ہیں۔ اللہ کے
 حقوق کی ادائیگی کے ساتھ بندوں کے حقوق کی نگہداری میں آپ کی
 سیرت و کردار کی بلندی ایک مثالی نمونہ ہے، غرہ پروری اور فقر، انواری
 کا یہ عالم تھا کہ رات کی تاریکی میں رونبیوں کی بوریاں اپنی پشت پر اٹھا
 کے فقرائے مدینہ کے گھروں پر جاتے اور پوشیدہ طور پر ان کو تقسیم کرتے
 تھے۔ آپ کی فیض رسانی اور سلوکِ احسان کا دائرہ صرف دوستوں تک
 محدود نہ تھا بلکہ جس طرح پروردگار عالم مکرروں اور باغیوں کو بھی وسائل
 حیات سے محروم نہیں کرتا اسی طرح امام علیہ السلام نے بھی اپنے دشمنوں اور
 اپنے بھائی کے قاتل کے ساتھ حسنِ سلوک سے کام لیا۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی ابتلاء اور آزمائش کا نمونہ تھی

لیکن آپ کی شخصیت کا حسن اور آپ کی سیرت کی اثر آفرینی میں ان مصائب و شدائد سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جن سے امام زین العابدین علیہ السلام اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں دوچار رہے۔ امام حسین کی شہادت کے بعد ۳۴ سال آپ کی امامت کا عرصہ ہے۔ اس تمام عرصہ میں آپ نے مسلمانوں کی اصلاح، ان کے نفوس کے تزکیہ اور ان کی اہمائی زندگی کے استحکام و ترقی کے لئے جدوجہد فرمائی۔ تبلیغ کا بڑا ذریعہ وہ دعائیں ہیں جن کا مجموعہ صحیفہ کاملہ کہلاتا ہے۔ ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر سے شہید کر دیا۔ تاریخ شہادت ۲۵ محرم ۶۰ھ ہے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

— — — — —

حمد و شکر

تعریف اور توصیف کسی کمال پر کی جاتی ہے اور ہر کمال کی بازگشت خالق کائنات کی طرف ہے کہ جس نے اس مخلوق کو خلق کرتے ہوئے اس میں کمال کی خواہش اور کمال پذیری کی نعمت عطا کی۔ لہذا تمام حمد و ثنا اسی عظیم ذات کے لئے مختص ہے۔ لیکن ہر نعمت پر حمد کرنا انسان کی قدرت سے خارج ہے۔ اسی لئے پروردگار نے صرف نعمت کے اعتراف کو ہی اپنی حمد قرار دیا۔ اقرار نعمت کے بعد شکر نعمت کا مرحلہ آتا ہے لیکن اس کی نعمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ان کا شکر تو بہت دور کی بات ہے ان کا شمار کرنا بھی انسان کے لئے ناممکن ہے۔ اسی لئے اس نے شکر سے عاجزی کے اظہار کو ہی اپنا شکر قرار دیا۔ سید الساجدین علیہ السلام اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث: ۱

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْأَعْيُنَ بِالنِّعْمَةِ لَهُ حَمْدًا

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْإِعْتِرَافَ بِالْعُضْرِ عَنِ الشُّكْرِ
شُكْرًا

پاک و منزہ ہے وہ ذات جس نے اپنی نعمت کے اقرار کو حمد اور
شکر سے عاجزی کے اقرار کو شکر قرار دیا۔

(بحار الانوار)

تفکر اور عمل

انسان اگر اپنی اور دنیا کی خلقت پر غور کرے تو یقیناً اس نتیجے پر
پہنچے گا کہ انسان جیسی عظیم اور ظریف مخلوق جو خدا کی خلقت کا بہترین
شاہکار ہے اس کی انگیوں کی پوروں سے لے کر دماغ و دل کی بناوٹ
تک اس خالق کی عظمت اور تدبیر کی خبر دیتی ہے۔ اور جہاں کے لطم و
ضبط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کو بے کار اور عبث خلق نہیں کیا
گیا۔ جتنا انسان غور و فکر کرے گا اتنا ہی اس حقیقت تک پہنچے گا اور
بامقصد زندگی گزارنے کے لئے عملی میدان میں قدم اٹھائے گا۔

حدیث: ۳

تَفَكَّرُوا وَاعْمَلُوا لِمَا خَلَقْتُمْ لَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا.

غور و فکر کرو اور جس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس پر عمل

کرو کیونکہ خدا نے تم کو بیکار و عبث نہیں پیدا کیا ہے۔

(صحیح العقول)

مصوب خدا

خدا سے محبت کا دعویٰ تو سب ہی کرتے ہیں لیکن اس محبت کا
اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب قربانی کا وقت آئے اور انسان اپنی جان
قربان کر دے۔ دوسرا اس وقت جب انسان تاریکی شب میں اپنا
آرام قربان کر کے خدا کے حضور راز و نیاز کرتا ہے اور اس کے عشق میں
آنسو بہاتا ہے۔ خدا بھی ان ہی دو لوگوں کو پسند کرتا ہے اس حقیقت کو
بیان کرتے ہوئے امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۳

مَا مِنْ قَطْرَةٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَطْرَتَيْنِ:

قَطْرَةٌ دَمٍ فِئِ سَبِيلِ اللَّهِ وَ قَطْرَةٌ ذَمْعَةٍ فِئِ سَوَادِ

الْبَيْلِ. لَا يُؤْنِذُ بِهَا عَبْدٌ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

خدا کی بارگاہ میں دو قطرؤں سے بڑھ کر کوئی اور قطرہ محبوب

نہیں ہے:

۱۔ راہِ خدا میں گرنے والا خون کا قطرہ اور

۲۔ رات کی تاریکی میں بندہ کی آنکھ سے بہنے والا آنسو کا

قطرہ جو صرف خدا کے لئے گرے۔

(بخاری الاوارج، ۱۰۰، ص ۱۰)

نجات کا راستہ

انسان اس دنیا میں ایسے کاموں کی تلاش میں رہتا ہے کہ جن کے ذریعے اسے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے۔ امام علیہ السلام تین کاموں کو اس کی کامیابی اور نجات کا ذریعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث: ۴

ثَلَاثٌ مُسَجِّياتٌ لِلْمُؤْمِنِ: كَفَتْ لِسَانَهُ عَنِ النَّاسِ
وَاعْتَبَأَ بِهِمْ، وَاشْتَغَالَهُ نَفْسُهُ بِمَا يَنْفَعُهُ لِأَجْرَتِهِ وَ
ذُنْيَاهُ، وَ طَوَّلَ النِّكَاءَ عَلَى حَظَّتَيْهِ

۴۔ تین چیزیں مومن کو نجات دینے والی ہیں:

۱۔ لوگوں کے بارے میں زبان پر کنٹرول کرنا، غیبت نہ کرنا۔

۲۔ ایسے کام میں مصروف رہنا جو اس کی دنیا و آخرت کے لئے مفید ہوں۔

۳۔ اپنے گناہوں پر بہت رونا۔

(تحف العقول ص ۲۸۲)

بد کردار کی دوستی

جہاں مصاحبت اور دوستی انسان کے کردار پر اثر انداز ہوتی ہے وہاں بہت سے مادی فوائد اور نقصانات کا دار و مدار بھی اسی دوستی پر ہے۔

حدیث: ۵

إِيَّاكَ وَ مُصَاحِبَةَ الْفَاسِقِ، فَإِنَّهُ يَأْبِئُكَ بِأُمَّتِهِ أَوْ
أَقْلٍ مِنْ ذَلِكَ

خبردار بد کردار کی صحبت میں نہ رہنا، کیونکہ وہ تم کو ایک لقمہ یا اس سے بھی کم پر کھائے گا۔ (تحف العقول ص ۱۷۹)

نادان کی دوستی

کم عقل اور بیوقوف لوگ نہ خود کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ان کی نادانی غلطی پر مجبور کرتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ نادان دوست اگر چہ اچھا بھی ہو تو اس کی اچھائی بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ امام علیہ السلام اسی لئے نادان کی دوستی سے بچنے کے لئے فرماتے ہیں:

حدیث: ۶

إِيَّاكَ وَمُصَاحِبَةَ الْأَخْمَقِ فَإِنَّهُ لِيُرِيدُ أَنْ يَنْفَعَكَ فَيُضْرِبُكَ

۶۔ بیوقوف شخص کی صحبت سے بچو کیونکہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا دے گا۔

(تحف العقول ص ۲۲۹)

کنجوس کی دوستی

عقل اور کنجوسی ایک بری عادت ہے۔ جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ضرورت کے وقت انسان کا مال کام میں نہیں آتا۔

کنجوسی اپنی ضرورت پر خرچ نہیں کرتا تو اپنے دوست کے وقت پڑنے پر کس طرح خرچ کرے گا۔ وہ دوستی ہی کیا جو وقت پر کام نہ آئے۔

حدیث: ۷

إِيَّاكَ وَمُصَاحِبَةَ الْبَخِيلِ فَإِنَّهُ يَخْذُلُكَ فِي مَالِهِ
أَخْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ

خبردار بخیل کی صحبت سے بچو کیونکہ تمہاری شدید ضرورت کے وقت تم کو اپنے مال سے محروم کر دے گا۔

(تحف العقول)

جموٹے کی دوستی

جموٹے تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جو جموٹے بول سکتا ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس کا جموٹے ہمیشہ غلط فہمی میں مبتلا رکھتا ہے۔ اسی لئے امام علیہ السلام جموٹے کی صحبت سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث: ۸

إِيَّاكَ وَمُصَاحِبَةَ الْكَذَّابِ فَإِنَّهُ بِنُزُولِ الشَّرَابِ

يَقْرَبُ لَكَ الْبَعِيدُ وَيُبْعَدُ لَكَ الْقَرِيبُ.

۸۔ جنوںے کی محبت سے بچو کیونکہ وہ سب کی طرح ہے جو دور کو قریب اور قریب کو دور بنائے گا۔

(تحف العقول)

مومن کی مصت

ایمانی رشتہ ایک مضبوط ترین رشتہ ہے اور اس رشتے کی وجہ سے مومن کے دوسرے مومن پر بہت سے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ ان ہی حقوق میں سے ایک بنیادی حق یہ ہے کہ وہ برادر مومن کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہو:

حدیث: ۹

نَظَرُ الْمُؤْمِنِ فِي وَجْهِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ لِلْمَوَدَّةِ وَالْمُحِبَّةِ لَهُ عِبَادَةً.

۹۔ مومن کا برادر مومن کے چہرے کی طرف مودت اور محبت سے نظر ڈالنا عبادت ہے۔

(تحف العقول)

ہمسائے کے حقوق

برادر مومن کی طرح ہمسائے کے بھی کچھ حقوق ہیں اگرچہ وہ مومن اور مسلمان نہ ہو۔ اس کے حقوق کے بارے میں امام العقیلی فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۰

أَمَّا حَقُّ خَارِجِكَ فَيَحْفَظُهُ غَائِبًا وَ إِحْرَامَهُ شَاهِدًا، وَ نُصْرَتَهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، وَ لَا تَبِيْعَ لَهُ عَوْرَةً. فَإِنْ عَلِمْتَ عَلَيْهِ سُوءَ سَمَرَتِهِ عَلَيْهِ، وَ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّهُ يَقْتَلُ نَصِيْحَتَكَ نَصِيْحَتُهُ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ، وَ لَا تُسَلِّمَهُ عِنْدَ ضَيْدِيَّةٍ، وَ تَقْبَلُ عَفْرَتَهُ وَ تَغْفِرُ ذَنْبَهُ، وَ تُعَاشِرُهُ مُعَاشِرَةَ كَرِيْمَةٍ.

تمہارے ہمسائے کا حق یہ ہے کہ غائب ہو تو اس کی حفاظت کرو، موجود ہو تو اس کا احترام کرو، جب وہ مظلوم واقع ہو تو اس کی مدد کرو، اس کے رازوں کا تجسس نہ کرو۔ اگر اس کی کوئی برائی تمہیں معلوم ہو جائے تو اس کو چھپالو، اور اگر تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری نصیحت کو قبول کرے گا تو اس کو اس

بات کے بارے میں نصیحت کرو جو تمہارے اور اس کے درمیان ہے، سختی کے وقت اس کو تنہا نہ چھوڑو، اس کی لغزشوں کا خیال نہ کرو، اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

(بخاری الانوار)

علم کی طلب

جن چیزوں کی حقیقت سے انسان جاہل ہوتا ہے ان سے غافل رہتا ہے لیکن جب کسی چیز کی خوبیوں کو حقیقتاً درک کر لے تو اس کی عقل اسے وہ چیز حاصل کرنے کے لئے ترغیب دلاتی ہے۔ چنانچہ امام القسریؒ علم کے بارے میں فرماتے ہیں۔

حدیث: ۱۱

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي طَلِبِ الْعِلْمِ لَعَلَّبُوهُ وَ لَوْ
بَسَفَكَ الْمُهْجَ وَ حَوَّضَ الْمُهْجِ .
اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ طلبِ علم میں کیا کچھ ہے تو خون

بہا کر اور دریا کی موجوں میں گھس کر بھی حاصل کر لیں۔

(بخاری الانوار)

جھوٹے گناہ

مالک کی حکم عدولی اگرچہ معمولی ہی کیوں نہ ہو، بندے کو اس کی نظروں سے گرا دیتی ہے۔ دوسری طرف سے جھوٹے احکامات کی حکم عدولی سے بندے کی جرأت میں اضافہ ہوتا ہے اور پھر وہ بڑے سے بڑے حکم پر سرتابی کرنے لگتا ہے۔ اس لئے امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۲

اتَّقُوا الْكِبْذَ الضَّعِيفَ مِنْهُ وَالْكَبِيرَ فِي كُلِّ جَبَدٍ وَ هَزَلٍ .
جھوٹ سے پرہیز کرو چاہے جھوٹا ہو یا بڑا، واقعی طور سے ہو یا مذاق میں۔

(تحف العقول)

گناہ مانع دعا

انسان پر آنے والی مصیبتیں یا اس کی آزمائشیں ہیں یا اس کے گناہ

کی سزا ہیں۔ پروردگار کی حکم عدولی اس کی رحمت اور نعمت کو بدل دیتی ہے، بلاؤں کے نزول کا سبب بنتی ہے اور دعاؤں کو درجہ قبولیت تک پہنچنے سے روک دیتی ہے۔ چنانچہ سید الساجدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۳

وَالذُّنُوبُ الَّتِي نَزِدُ الدُّعَاءَ: سُوءَ النِّيَّةِ، وَخُبْتُ
الشَّرِيضَةَ، وَبِئْسَاقِي مَعَ الْاِخْوَانِ، وَتَرَكْتُ
التَّصَدِيقِي بِالْاِجَابَةِ، وَتَاجِيزُ الصَّلَوَاتِ
الْمَفْرُوضَاتِ حَتَّى تَلْغِبَ اَوْقَاتُهَا، وَتَرَكْتُ
التَّقَرُّبَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالْبِرِّ وَ الصَّدَقَةِ، وَ
اسْتِعْمَالَ الْبِدَايَةِ وَ الْفُحْشِ فِي الْقَوْلِ.

جو چیزیں دعاؤں کے قبول نہ ہونے کے سبب بنتی ہیں ان میں سے یہ (بھی) ہیں:

۱۔ بد نیتی

۲۔ خبیث باطنی،

۳۔ برادران و بی کے ساتھ منافقت،

۴۔ قبولیت دعا پر اعتقاد نہ رکھنا،

۵۔ واجب نمازوں میں اتنی تاخیر کہ ان کا وقت ہی گزر جائے،

۶۔ صدقہ و احسان نہ کر کے تقرب الی اللہ کو چھوڑ دینا،

۷۔ نفس باتیں کرنا اور رفتار میں برائی پیدا کرنا۔

(معانی الاخبار)

آتش جہنم سے خوف کے اثرات

انسانی زندگی پر توحید اور معاد (قیامت) کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ جتنا یہ دو نظریے قوی ہوں گے اتنا ہی وہ صراطِ مستقیم پر قائم رہے گا۔ خدا کے وجود اور اس کے اختیارات کا یقین، خوف ورجا کی کیفیت، ثواب اور عذاب پر ایمان انسان کو اس بات پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ صدقہ دل سے تو بہ کرے اور محرمات سے پرہیز کرے۔ آتش جہنم پر یقین کے اثرات بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۴

مَنْ اَشْفَقَ مِنَ النَّارِ بَادَرَ بِالتَّوْبَةِ مِنْ ذُنُوبِهِ وَ رَاجَعَ
عَنِ الْمَحَارِمِ.

جو آتش بہنم سے ڈرے گا وہ خدا سے اپنے گناہوں کے بارے میں جلد توبہ کرے گا اور حرام کاموں کے ارتکاب سے بچے گا۔

(صحیح العقول)

گناہ اور ندامت

گناہ کے بعد اس پر ندامت اس بات کی علامت ہے کہ وہ گناہ کو برا سمجھتا ہے۔ اگر یہ علامت کسی میں پائی جائے تو اس سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ گناہ کو ترک کر دے گا۔ لیکن اگر کوئی گناہ کرنے پر ناوم ہی نہ ہو تو بہت مشکل ہے کہ وہ گناہ کو ترک کرے بلکہ اگر اس پر خوش ہو تو یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ اس طرح مزید برائیوں میں پڑنے کا خطرہ ہے۔ اسی لئے امام علیؑ فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۵

إِنَّاكَ وَالْإِنْتِهَاجَ بِالذَّنْبِ فَإِنَّ الْإِنْتِهَاجَ بِهِ أَكْبَرُ
مِنْ ذُنُوبِهِ.

خبردار گناہوں پر خوش نہ ہونا کیونکہ گناہوں پر خوش ہونا گناہ

کرنے سے زیادہ برا ہے۔ (بخاری انوار)

گناہ مانع نعمت

اسی طرح وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے امام علیؑ فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۶

الذُّنُوبُ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمَ: الْبَغْيُ عَلَى النَّاسِ، وَ
السُّؤَالُ عَنِ الْعَاقِبَةِ فِي الْخَيْرِ وَاصْطِنَاعُ
الْمَغْرُوفِ، وَ تَخْفَرَانِ النِّعَمِ، وَ تَرْكُ الشُّكْرِ.

۱۶۔ جو گناہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں ان میں سے یہ (بھی) ہیں:

۱۔ لوگوں پر ظلم کرنا

۲۔ اچھی عادت اور نیک ارادوں کو ترک کر دینا

۳۔ کفران نعمت کرنا

۴۔ شکر نہ کرنا

ترک گناہ

اگرچہ نیکیوں کے عادی ہونے اور برائیوں سے محفوظ رہنے کا بہترین وقت جوانی ہے لیکن خوابِ غفلت سے کسی وقت بھی بیدار ہو جائے، غنیمت ہے۔ خدا ارحم الراحمین ہے۔ اس نے اپنے مفلور بندوں کے لئے ہمیشہ توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اس لئے جس وقت بھی انسان گناہ کی قباحت کو سمجھ لے اور اسے یہ ادراک ہو جائے کہ گناہ کرنے سے خالق و معبود کی ذات پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ گناہ بذاتِ خود برائی رکھتا ہے اور جو بھی اس سے آلودہ ہوگا اسی کی ذات کو نقصان پہنچائے گا، تو اس وقت گناہ کو ترک کر دے۔

حدیث: ۷۱

لَا تَمْتَعُ مِنْ تَرْكِ الْقَبِيحِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ عُرِفْتَ بِهِ
برائی کے چھوڑنے میں کوئی تاثر نہ کرو اگرچہ وہ تمہاری
پہچان بن چکی ہو۔

(بحار الانوار)

نفس کا احرام

انسانی فطرت یہ ہے کہ جب تک کسی کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہو جاتا اس کی قدر نہیں کرتا۔ انسان اس دنیا میں اپنی اہمیت اور حیثیت سے آگاہ ہو جائے تو دنیا اور اس کی تمام چیزیں اس کے سامنے حقیر ہو جائیں۔

حدیث: ۱۸

مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا

جس کو اپنے نفس کی کرامت کا احساس ہوگا اس کی نظر میں دنیا
حقیر و ذلیل ہو جائے گی۔

(تحف العقول ص ۲۷۸)

انسان کی عظمت

اور جب انسان اپنی اہمیت سے آگاہ ہو جائے اور دنیا کی پستی
اور حقارت تک پہنچ جائے تو ایسا ہی انسان عظمت رکھتا ہے۔

حدیث: ۱۹

أَعْظَمُ النَّاسِ خَطَرًا مَنْ لَمْ يَرَ الدُّنْيَا خَطَرًا لِنَفْسِهِ

سب سے عظیم شخص وہ ہے جس کے سامنے دنیا تھیرے۔

(تحف العقول ص ۲۷۸)

راضی بہ رضا

اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر کام اور ہر قانون میں انسان کی مصلحت کا خیال رکھا ہے۔ لیکن اس پر یقین رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ امام علیؑ فرماتے ہیں۔

حدیث: ۲۰۰

الرِّضَا بِمُكْرَمَةِ الْقَضَاءِ أَوْفَعُ دَرَجَاتِ الْيَقِينِ.

نا خوشگوار مقدرات پر راضی رہنا یقین کا سب سے بلند درجہ ہے۔

(بحار الانوار ج ۷۸ ص ۱۶۱)

سب سے بڑا دشمن

جہاد بانفس کو جہاد اکبر کہا گیا۔ جس میں انسان اپنی نفسانی خواہشات کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ یہ نفسانی خواہشات انسان کی سب سے بڑی دشمن ہیں جو انسان کو برائیوں پر بھارتی ہیں اور نیکیوں سے دور کرنے میں سرگرم عمل رہتی ہیں۔ اس لئے امیرالمومنین

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ انسان کے لئے اس کے نفس سے بڑا کوئی دشمن نہیں۔ پس اگر اس دشمن کو انسان زیر کر لے تو اس نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ امام زین العابدینؑ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث: ۲۱

الْغَيْبُ مَكْلُفُهُ صِبَاةُ الْإِنْسَانِ نَفْسُهُ.

انسان کا اپنے اوپر کنٹرول تمام غیبیوں کا مجموعہ ہے۔

(تحف العقول)

جو دعا قبول نہ ہو کیا وہ...؟

دعا چاہے قبول ہو یا نہ ہو مومن کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگرچہ اکثر لوگ دعا کے قبول نہ ہونے سے مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں یا پریشان ہو جاتے ہیں لیکن دعا کے قبول نہ ہونے کی بہت سے وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے ایک اہم وجہ کی طرف خود قرآن اشارہ کرتا ہے کہ "بسا اوقات انسان برائی کی دعا اس طرح مانگتا ہے جس طرح اپنے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے اور انسان تو بڑا ہی جلد باز ہے۔"

حدیث: ۲۲

اَلْمُؤْمِنُ مِنْ دُعَائِهِ عَلٰی ثَلَاثٍ: اِمَّا اَنْ يُدْخِرَ لَهُ وَاِمْا اَنْ يُعْجِلَ لَهُ وَاِمْا اَنْ يُدْفِعَ عَنْهُ بَلَاءًا يُرِيْدُ اَنْ يُصِيْبَهُ.

مؤمن کی دعا کاتبین میں سے کوئی ایک نتیجہ دیکھتا ہے:

۱۔ یا دعا کا شراس (کی آخرت) کے لئے ذخیرہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ یا اس کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

۳۔ یا آنے والی بلا اس سے دور ہو جاتی ہے۔

مزید فوائد

دعا کرنے کے مزید فوائد بیان کرتے ہوئے امام الغزالی

فرماتے ہیں:

حدیث: ۲۳

اِنَّ الدُّعَاءَ لَيَسُدُّ الْبَلَاءَ وَقَدْ اُبْرِمَ اِبْرَامًا. اَلدُّعَاءُ يُدْفِعُ الْبَلَاءَ النَّازِلَ وَاَمَّا لَمْ يَنْزِلْ.

دعا یقیناً آنے والی بلا کو پلٹا دیتی ہے۔ دعا نازل ہونے والی

بلا اور وہ بلا جو ابھی نازل نہیں ہوئی ان کو پلٹا دیتی ہے۔

علماء کی محفل

ایچھے دوست اور اچھی محفلیں انسان کے کردار پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ خاص طور پر ایسی محفلیں جہاں باعمل علماء کی شرکت ہو۔ ایسی محافل میں نہ صرف علماء کی باتیں مفید ہوتی ہیں بلکہ ان کے ظاہری آداب بھی قابل تقلید ہوتے ہیں۔ امام الغزالی فرماتے ہیں۔

حدیث: ۲۴

مَخَالِسُ الصَّالِحِينَ ذَاعِبَةٌ اِلَى الصَّلَاحِ. وَ اَدَابُ الْعُلَمَاءِ زِيَادَةٌ لِي الْعَقْلِ.

ایچھے لوگوں کی محفلیں اچھائی کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ اور دانشوروں کے آداب عقل میں اضافہ کرتے ہیں۔

(تحف العقول)

تعجب کی بات

ہر روز لوگ ہماری آنکھوں کے سامنے اس دنیا کو خیر ہاد کہہ کر پھیلے جاتے ہیں اور ہم خود انھیں قبر تک پہنچا کر آتے ہیں۔ یعنی دنیاوی

چلیں گی۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے امام علیؑ فرماتے ہیں:

حدیث: ۲۶

مَنْ رَمَى النَّاسَ بِمَا فِيهِمْ زَمَوْهُ بِمَا لَيْسَ فِيهِ
جو شخص کسی میں موجود عیب کی وجہ سے اس کو بدنام کرے
گا، لوگ اس کو ان عیبوں سے بدنام کریں گے جو اس میں
نہیں ہیں۔

زمینیں آخرت کے لئے

خدا کے مقرب بندوں کا استحقاق بہت سخت ہوتا ہے۔ مشکلات اور مصائب زیادہ ہوتے ہیں وہ یہ سب کچھ خندہ پیستانی سے برداشت کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ صرف اور صرف رضائے خدا کے لئے ہوتا ہے۔ وہ استحقاق جو سید الساجدین علیہ السلام کا ہوا، کسی کا نہیں ہوا لیکن رضائے پروردگار کے لئے جس صبر و تحمل کا مظاہرہ آپ علیہ السلام نے کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اولیاء خدا کی زمینوں کے پارے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

زندگی کی بے ثباتی ہمارے سامنے ہے اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ دارِ قرار اور دارِ بقاء کہیں اور ہے لیکن پھر بھی دنیا پرستی میں لگن ہیں اور اپنے اصل مسکن کے لئے کچھ نہیں کرتے۔

حدیث: ۲۵

غَضِبْنَا كُلُّ الْعُصْبِ لِمَنْ عَمِلَ لِذَارِ الْفَنَاءِ وَ تَرَكَ
ذَارَ الْبَقَاءِ.

استغاثی تعجب ہے اس پر جو فانی دنیا کے لئے عمل کر رہا ہے لیکن دارِ بقاء سے غافل ہے۔

عیبِ جونئی

اپنی ذات پر تنقید کرنا اور اپنی خامیوں کو برطرف کرنا مومن کی علامات میں سے ایک علامت ہے اور انفرادی اور اجتماعی نکاحل کے لئے ایک اہم ضرورت بھی۔ اس طرح سے معاشرے سے برائیاں بھی کم ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس عیب جوئی ایک بری عادت ہے۔ کیونکہ ہم جس کی برائی تلاش کریں گے وہ جواب آں غزل کے طور پر ہماری بھی برائیاں تلاش کرے گا جس سے معاشرے میں برائیاں

مَا سَعَىٰ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ فِي الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا، بَلْ تَعْبُوا اللَّهَ
الدُّنْيَا لِلْآخِرَةِ.

اولیائے خدا دنیا میں دنیا کے لئے زحمتیں نہیں اٹھاتے بلکہ دنیا
میں آخرت کے لئے زحمتیں اٹھاتے ہیں۔

میوۂ سماعت

خالق کائنات حکیم ہے اس نے ہر چیز کو کسی مقصد کے لئے خلق
کیا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کے وجود کا ہر عضو اس کی
اشرفیت میں معاون اور مددگار ہے۔ خدا نے انسان کو کان بھی
نعمت دی۔ اس نعمت کا صحیح مقصد بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام
فرماتے ہیں:

لِكُلِّ شَيْءٍ فَاكْفِيَةٌ وَفَاكْفِيَةُ السَّمْعِ الْكَلَامُ الْحَسَنُ.
ہر چیز کے لئے ایک پھل ہے اور سماعت کے لئے پھل اچھی
بات ہے۔

زبان

زبان خدا کی عظیم نعمت ہے اور انسان کی فکر اور مافی الضمیر کی
آئینہ دار ہے۔ اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ حکماء اور فلاسفر نے
”نطق“ (گفتگو) کو انسان اور حیوان کے درمیان حدِ فاصل قرار دیا
ہے۔ اتنی اہمیت کے باوجود یہ بہت خطرناک بھی ہے۔ اگر اسے آزاد
چھوڑ دیا جائے تو انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ اسی لئے امام علیہ السلام زبان کو
قابو میں رکھنے کے لئے فرماتے ہیں:

تَمَكُّمُ الْأَذْيَانِ رَفْضُ الْبِدَاءِ، وَاسْتِغْنَاءُ عَلَى الْكَلَامِ
بِالسُّكُوتِ، فَإِنَّ لِلْقَوْلِ حَالَاتٍ تَضُرُّ، فَاخْذِرِ
الْأَخْمَقَ.

بری گفتگو سے پرہیز دوسروں کی دل آزاری کرنے سے
بچاتا ہے، گفتگو میں خاموشی سے مددلو، کیونکہ بعض اوقات
گفتگو میں نقصان پوشیدہ ہے اس لئے احمق کی گفتگو سے
پرہیز کرو۔

عام طور پر جموت اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کام نکالنا ہو یعنی جموت کو ذالی ترقی کا ضامن سمجھا جاتا ہے لیکن جموت چھپتا نہیں۔ ممکن ہے وقتی طور پر کام نکل جائے لیکن بعد میں جب حقیقت سامنے آتی ہے تو انسان کی شخصیت خاک میں مل جاتی ہے۔ جبکہ سچ روز آخرت تو فائدہ پہنچائے گا ہی (مائدہ ۱۱۹) دنیا میں بھی انسان کی شخصیت بناتا ہے اور اس کے مسائل کا حل بھی ہے۔ امام الغیث: اس حقیقت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۰

خَيْرُ مَفَاتِيحِ الْأُمُورِ الصَّدْقِ. وَ خَيْرُ حَوَائِجِهَا الْوَفَاءُ.
کاموں کی بہترین ابتداء سچ ہے، اور ان کی بہترین انتہا تکمیل ہے۔

غیبت کی حقیقت

غیبت کرنا اکثر لوگوں کی عادت ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟
امام الغیث فرماتے ہیں۔

حدیث: ۳۱

إِيَّاكَ وَالْغَيْبَةَ فَإِنَّهَا إِذَا مَ كَلَّابِ النَّارِ.
خبردار غیبت کرنے سے بچو کیونکہ غیبت جہنم کے کتوں کی خوراک ہے۔

سخی اور بخیل

سخی خدا کے نزدیک اور جہنم سے دور ہوتا ہے۔ یہی چیز اس سخوت پر مطمئن رکھتی ہے اور وہ اسی پر فخر کرتا ہے۔ جبکہ بخیل اپنے بخل سے اتنا پست ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے مال و دولت کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ امام الغیث: اس بارے میں فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۲

الْكَرِيمُ يَتَبَخَّرُ بِفَضْلِهِ، وَالذَّمِيمُ يَفْتَخِرُ بِمَلِكِهِ.
کریم انسان اپنی بخشش پر خوش ہوتا ہے اور ذلیل شخص اپنی ملکیت پر فخر کرتا ہے۔

بہترین تجارت

انسان راہ خدا میں جان و مال دے کر اپنے خدا سے تجارت کرتا

ہے۔ یہاں دیتا ہے اور وہاں اس سے کئی گنا اور کہیں بہتر کا حقدار بن جاتا ہے۔

حدیث: ۳۳

مَنْ حَسَا مُؤْمِنًا حَسَا اللَّهُ مِنَ النَّيَابِ الْخَضِرِ.
جو کسی مؤمن کو لباس فراہم کرے گا خداوند جنت میں اس کے لئے بزرگ لباس فراہم کرے گا۔

آرام دہ زندگی

۳۳۔ زندگی میں پیش آنے والی ہر مشکل کا اجر انسان کے لئے اس ابدی دنیا میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ جبکہ اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ زندگی آرام و سکون سے گزر جائے اور انھیں کوئی پریشانی نہ ہو۔ ہمارے امام علیہ السلام کیا پسند فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

حدیث: ۳۴

إِنِّي لَا أُحْسِرُهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعَالِفِي فِي الدُّنْيَا فَلَا يُصِيبُهُ
شَيْءٌ مِنَ الْمُضَابِتِ.
میں کسی کے لئے یہ پسند نہیں کروں گا کہ وہ دنیا بالکل آرام
میں گزار دے اور اسے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

اطاعت

دوران زندگی اکثر ایسا ہوتا ہے خوشنودی پروردگار کے حصول میں دوسروں کی خوشنودی مانع بن جاتی ہے۔ خدا کی اطاعت میں کبھی والدین کی اطاعت، دفتر کی افسر کی اطاعت رکاوٹ بنتی ہے۔ ایسے میں کس کی اطاعت کو مقدم کیا جائے۔ امام علیہ السلام: اس بارے میں فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۵

قَدِّمُوا أَمْرَ اللَّهِ وَ طَاعَتَهُ وَ طَاعَةَ مَنْ أَوْجَبَ اللَّهُ
طَاعَتَهُ بَيْنَ الْأُمُورِ كُلِّهَا.
تمام چیزوں پر مقدم خدا کی اطاعت اور جس کی خدا نے
اطاعت واجب قرار دی ہے۔

(تحت العتول)

گناہ گار کی دوستی اور ظالم کی مدد

یوں تو ہر برائی ہی انسان پر اثر انداز ہوتی ہے لیکن بعض برائیاں ایسی ہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ ایسی ہی تین برائیوں کا تذکرہ

کرتے ہوئے امام الصلحہ فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۶

إِيَّاكُمْ وَ صُحْبَةَ الْعَاصِينَ، وَ مَعُونَةَ الظَّالِمِينَ وَ مُجَاوِزَةَ
الْقَابِضِينَ، اخذُوا فَتَنَّهُمْ، وَ تَبَاعَدُوا مِنْ سَاحِبِهِمْ.
گناہگاروں کی دوستی، ظالموں کی مدد، فاسقوں کی قربت اور
ان کے فتنوں سے بھی بچو! اور ان سے دور رہو۔

عذاب جہنم میں جننے والے

دوسرے خدا اور اولیائے خدا کی پیروی دنیا اور آخرت کی سعادت کا
سبب ہے اور ان کی مخالفت جہاں آخری زندگی میں آتش جہنم میں لے
جاتی ہے وہاں اس دنیا میں بھی انسان دنیا کی آگ میں جلا رہتا ہے۔

حدیث: ۳۷

وَ اعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ خَالَفَ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ وَ ذَانَ بغيرِ دِينِ
السُّبْحَةِ وَ اسْتَبَدَّ بِأَمْرِهِ ذُونَ أَمْرِهِ ذُونَ أَمْرِ وَلِيِّ اللَّهِ،
فِي نَارٍ تَلْتَهَبُ

جو بھی اولیائے خدا کی مخالفت کرے اور خدا کے دین کے
علاوہ کسی اور دین پر چلے، خدا کے حکم کے بجائے اپنی رائے

پر عمل کرے تو وہ جہنم کی آگ میں چلے گا۔

خدا سے شرم و حیا

تمام نیکیوں کی بنیاد و خوف خدا اور اس سے شرم و حیا ہے۔ انسان
اگر خدا سے شرم و حیا رکھے گا تو کسی جگہ اور کسی مقام پر اس کی نافرمانی
نہیں کرے گا۔ اسی لئے امام الصلحہ فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۸

خَفِيَ اللَّهُ تَعَالَى لِقَدْزَفِهِ عَلَيْكَ وَ اسْتَخْي مِنْهُ
لِقُرْبِهِ مِنْكَ

خدا کی طاقت سے ڈرو، اور خدا کی نزدیکی کی وجہ سے شرم و حیا کرو۔

دشمنی اور دوستی

دوستی اور دشمنی خدا کے لئے ہونی چاہئے اور خدا کے دشمن سے
دشمنی اور اس کے دوست سے دوستی ہی انسان کے لئے بہتر ہے۔ امام
صلحہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۹

لَا تَعَادِينَ أَحَدًا وَ إِنْ ظَنَنْتَ أَنَّهُ لَا يَضُرُّكَ. وَ لَا

تَزْهَدَنَّ فِي صِدَاقَةِ أَحَدٍ وَإِنْ ظَنَنْتَ لَا يَنْفَعُكَ
 اگر کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا پھر بھی ہرگز اس سے دشمنی
 نہ کرو، اور اگر کوئی تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکے پھر بھی اس سے
 دوستی ترک نہ کرو۔

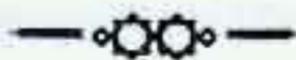
پناہ خدا

انسان جہاں نیکیوں کے حصول اور برائیوں سے بچنے کی کوشش
 کرے وہاں اس توفیق کی خدا سے دعا بھی مانگے۔ یہی امام زین
 العابدین، سید الساجدین علیہ السلام کی سیرت ہے:

حدیث: ۳۰

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَيْجَانِ الْجَرِّصِ وَ سَوْرَةِ
 الْغَضَبِ وَ غَلْبَةِ الْحَسَدِ..... وَ سُوءِ الْوَلَايَةِ لِمَنْ
 تَحْتَ أَيْدِينَا.

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں حرص و لالچ، غضبناک ہونے
 اور حسد کے غالب ہونے سے..... اور اپنے ماتحت افراد کی
 بری سرپرستی سے۔



﴿ التماس سورة الفاتحه ﴾

سید ابو ذر شہرت بلگرامی ابن سید حسن رضوی

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سیدہ اُمّ حبیبہ بیگم

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

مسیح الدین خان

شمشاد علی شیخ

حاجی شیخ علیم الدین

وجملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

شمس الدین خان

فاطمہ خاتون

طالباں پر دعا

سید حسن علی نقوی ، حسن ضیاء خان
سید شمیم ، حافظ محمد علی جعفری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ